علامہ غلام رسول سعیدی کے تفسیری مقدمات کا تعارف و خصوصیات: ایک تقابلی جائزہ

Distinctions and Characteristics of Exegetical Prefaces by 'Allama Ghulām Rasool Sa'eedi: A Comparative Analysis

Dr. Muhammad Atif Aslam Rao
Assistant Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi.
Email: dratifrao@uok.edu.pk

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
The knowledge of Tafsīr (exegesis) is indeed the result of 'pondering over its verses' by some great scholarly men often known as Mufassir. The initial instances of tafsir can be traced back to the glorious era of Prophet Muhammad (peace be upon him) who used to read the verses to his companions and so on the knowledge has reached to our times. In sub-continent there are many scholars who have served in the field of 'Uloom ul Qur'an. Allama Ghulām Rasool Sa'eedi stands ahead among those intellectual par excellence who spent their entire life in the propagation of Islamic knowledge and departed this mundane world during the same blessed service. He authored a large number of books, which are comprehensive and far-famed. Exegesis of Ṣaḥiḥ Muslim, Tafsīr Tibyān ul Qur'ān, Ni'mat ul Bārī and Tafsīr Tibyān ul Furqān are the manifest evidence of his encyclopedic knowledge. This article deals with the various prefaces by Allama Saeedi written for exegesis of the Holy Qur'ān. The primary subject of the article is to highlight the structure, pattern, comprehensiveness and literary significance of these prefaces. Besides, it is also intended to present a model for the new authors. The article also brings forth the distinct feature of writing a preface especially for an exegesis. Hence, where his services in Hadith and Tafsir are remarkable, his associated writings are also worth and a masterpiece of Quranic Exegesis in the contemporary world.

Keywords: *Tafsīr (exegesis), Ṣaḥiḥ Muslim, Tafsīr Tibyān ul Qur'ān, Ni'mat ul Bārī and Tafsīr Tibyān ul Furqān.*

تمہید:

علامہ غلام رسول سعیدی (1937-2016) کا شمار برصغیر پاک و ہند کے ان علماء میں ہوتا ہے جن کی پوری زندگی تصنیف و تالیف میں بَسر ہوئی۔ آپ نے اپنے علم و فضل، تصنیف و تالیف اور تدریس و خطابات کے ذریعے توحید و الوہیت کے پرچار، عشق رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فروغ اور امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے ان گنت مساعی جمیلہ انجام دیں۔ آپ اس عہد کے عظیم مفسر، بے مثال محدث، مایہ ناز فقیہہ اور جامع کمالات شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کے فیوض و برکات سے استفادہ کرنے والے دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں۔ علامہ سعیدی کو اللہ تعالیٰ نے متنوع قسم کے علوم سے نوازا تھا، آپ تفسیر، حدیث، فقہ اور علوم عقلیہ میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ 1985 سے 2016 تک تقریباً 30 سال کے عرصہ میں آپ نے قرآن کریم کی دو تفاسیر اور صحیحین کی شروحات لکھیں۔ آپ برصغیر کے وہ واحد مفسر ہیں جنہیں توفیق خداوندی سے دو تفاسیر بنام "**تفسیر تبیان القرآن**" اور "**تفسیر تبیان الفرقان**" لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کی تمام

قلمی خدمات کو عوام و خواص میں قبولیت حاصل ہوئی۔

زیرِ نظر مقالہ میں علامہ سعیدی کی مذکورہ دو تفاسیر کے مقدمات کا تعارف، خصوصیات اور تقابل پیش کیا جائے گا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

علامہ سعیدی کی شخصیت و تصانیف پر مختلف جہات میں تحقیقات کی گئی ہیں، جن کی تفصیل اس مختصر مقالہ میں پیش کرنا ممکن نہیں۔[1] زیرِ نظر مقالہ میں جس موضوع پر بحث کی گئی ہے یہ اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس جہت میں پہلے کام نہیں کیا گیا۔

منہجِ مقالہ:

زیرِ نظر مقالہ میں تجزیاتی اور تقابلی منہجِ تحقیق اختیار کیا گیا ہے نیز موضوع سے متعلق دونوں تفاسیر کے مقدمات کی خصوصیات پر بحث کی گئی ہے اور آخر میں تقابل پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ کو پانچ مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے:

مبحثِ اول: علامہ غلام رسول سعیدی کی مختصر سوانح

مبحثِ ثانی: تبیان القرآن کا اجمالی خاکہ

مبحثِ ثالث: مقدمہ تبیان القرآن کا تعارف

مبحثِ رابع: تبیان الفرقان کا اجمالی خاکہ

مبحثِ خامس: مقدمہ تبیان الفرقان کا تعارف

مبحثِ اول: علامہ غلام رسول سعیدی کی مختصر سوانح

علامہ غلام رسول سعیدی 10 رمضان 1356ھ / 14 نومبر 1937ء بروز جمعہ دہلی (متحدہ ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ علامہ سعیدی کے والد سید محمد منیر دہلوی سادات گھرانے کے عالم دین کی اولاد سے تھے۔[2] علامہ سعیدی نے دہلی میں پانچویں جماعت تک ہی تعلیم حاصل کی کہ 1947ء میں اپنے خاندان سمیت دہلی سے ہجرت کر کے کراچی چلے آئے، جہاں نویں جماعت تک تعلیم جاری رکھی۔[1] تقریباً 20 سال کی عمر میں جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان گئے اور دینی تعلیم کا آغاز کیا، مولانا محمد نواز اویسی نے آپ کو کریما (فارسی) اور قرآن مجید کا ترجمہ شروع کرایا، مولانا عبدالمجید اویسی نے فارسی کی بقیہ کتابیں اور صرف و نحو پڑھائی، یہاں آپ ڈیڑھ سال رہے۔[2] پھر جامعہ نعیمیہ، لاہور میں بقیہ کتب درس نظامی پڑھیں۔[3] اس کے بعد بندیال ضلع خوشاب میں جامع ترمذی، مشکوٰۃ، توضیح تلویح، ہدایہ، مختصر المعانی، مطوّل، ملّا حسن، میبذی، صدرا، شمس بازغہ، زواہدِ ثلاثہ، خیالی، حمد اللہ اور مسلم الثبوت وغیرہ پڑھیں۔[4] بندیال میں آپ کا قیام تقریباً ساڑھے تین سال تھا۔ پھر جامعہ قادریہ فیصل آباد تشریف لے گئے، جہاں آپ کا قیام تقریباً دو ماہ رہا اور آپ نے مولانا ولی النبی سے اقلیدس اور تصریح پڑھی اور مولانا مفتی مختار الحق سے سراجی پڑھی۔[5] 1958ء میں علامہ سید احمد سعید کاظمی کے ہاتھ پر "سلسلہ چشتیہ صابریہ" میں بیعت کی۔ انہیں کے نام کی نسبت سے آپ اپنے نام کے ساتھ "سعیدی" لکھتے ہیں۔[6] 1965ء کے اخیر میں علومِ دینیہ کی تکمیل کی[7] اور یہیں سے تدریس کا آغاز کیا اور 1970ء سے مکمل دورۂ حدیث پڑھانے لگے۔[8] تقریباً

---

[1]۔ علامہ غلام رسول سعیدی کے حوالے سے تحقیقی مقالات کا توضیحی اشاریہ پڑھنے کے لیے راقم کا مضمون بہ عنوان "پاکستانی جامعات میں علامہ غلام رسول سعیدی شناسی،" **افکار (علوم اسلامیہ کا علمی و تحقیقی مجلہ)**، ج 6، شمارہ 1، جون 2022۔

[2]۔ علامہ غلام رسول سعیدی کے تفصیلی احوال جاننے کے لیے راقم کی کتاب **تذکرہ محدّثِ اعظم** (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 2018ء) کا مطالعہ مفید رہے گا۔

20برس تک جامعہ نعیمیہ لاہور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔6جولائی1985ء کو مفتی سید شجاعت علی قادری کے اصرار پر دارالعلوم نعیمیہ کراچی تشریف لائے۔ یہاں پر شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور تادم وصال(4 فروری2016ء تاریخ وصال) اسی دارالعلوم سے وابستہ رہے، تقریباً نصف صدی سے زائد علوم نبوت کی ترویج میں بسر کیے۔[9]

قلمی خدمات:

آپ کی تصنیفات و تالیفات کے اسماء درج ذیل ہیں: فاضل بریلوی کا فقہی مقام، لفظِ خدا کی تحقیق، معاشرے کے ناسور، حیاتِ استاذ العلماء، نظامِ مصطفٰی کی شرعی حیثیت، ضرورت اور اہمیت، ذکر بالجہر، مقالاتِ سعیدی، تذکرۃ المحدّثین، توضیح البیان لخزائن العرفان، مقامِ ولایت و نبوّت، تاریخ نجد و حجاز، مقالاتِ کاظمی (مرتبہ)، شرح صحیح مسلم، تفسیرِ تبیان القرآن، نعمۃ الباری، تفسیر تبیان الفرقان۔

قومی وملی خدمات:

آپ 1991ء تا1992ء تک مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے رکن رہے۔ فروری1997ء میں اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن منتخب ہوئے اور1999ء تک رکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔[10] آپ کی خدمات کے اعتراف میں حکومتِ پاکستان نے آپ کو23مارچ2015 کو تمغہ امتیاز سے نوازا۔ اللہ کریم آپ کی خدمات کا اجر اپنی شان کے مطابق عطا فرمائے آمین۔

مبحثِ ثانی: تبیان القرآن کا اجمالی خاکہ

علامہ سعیدی کی تفسیر تبیان القرآن اُردو دان طبقہ کے علمی استفادے کا مرکز رہی ہے۔ تفسیر تبیان القرآن، علمائے اسلام کی متنوع زبانوں میں موجود تفاسیر کا آسان اور سہل خلاصہ ہے۔ تفسیر کا انداز عام فہم اور عوام و خواص دونوں کے لیے استفادے سے خالی نہیں۔ علامہ سعیدی نے 10رمضان 1414ھ بمطابق 21فروری1994ء کو تفسیر قرآن بنام "**تبیان القرآن**" کا آغاز کیا۔ جو تقریباً بارہ سال میں مکمل ہوئی اور اس کا اختتام2006ء میں ہوا۔ یہ تفسیر بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے اور(10623) صفحات پر محیط ہے۔

علامہ سعیدی نے ہر جلد کے آغاز میں اُس جلد سے متعلقہ تمام تر تفصیل کو جمع کردیا ہے اور اس مجموعہ کو ڈائری کا نام دیا ہے، جس میں ہر جلد کے آغاز و اختتام کی تاریخ، تعداد، صفحاتِ تصنیف کی کل مدت اور کام کی مطلوبہ و موجودہ اوسط کا تخمینہ لگایا ہے۔

تبیان القرآن کے آغاز میں علامہ سعیدی نے "**مقدمہ تفسیر**" کے عنوان سے وحی کے لغوی واصطلاحی معنی سے لے کر تفسیر قرآن کے لیے ضروری علوم جیسے اہم موضوعات پر انتہائی جامع بحث کی ہے، یہ مقدمہ تقریبا90 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ کا آغاز کیا ہے، ہر سورہ سے پہلے اس سے متعلقہ مباحث جن میں اس سورہ کے مختلف اسماء اور ان کی حکمتیں، فضائل، مقام نزول، تعداد آیات اور مضامین کا مفصل بیان کیا ہے۔ سورہ فاتحہ کے تعارف کے بعد تعوذ اور تسمیہ کی مکمل بحث مع مذاہب اربعہ میں نماز اور غیر نماز میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ جزء قرآن ہونے یا نہ ہونے کا ثبوت اور احکام شرعیہ و مسائل ضروریہ کا مفصل بیان کیا ہے۔ دورِ حاضر کی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہر آیت کا با محاورہ اور سلیس اردو ترجمہ کیا ہے اوراس ترجمہ کو"**نور القرآن**" کا نام دیا۔ یہ ترجمہ سہل، سلیس، مطلب خیز اور با محاورہ ہونے کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کی مروجہ اردو زبان کے مطابق ہے، ترجمہ کے بعد اس آیت یا آیات کے تحت مستند و معتبر قدیم و جدید تفاسیر مثلاً تفسیر طبری، تفسیر امام ابن ابی حاتم، تفسیر مجاہد، تفسیر مقاتل بن سلیمان، تاویلات اہل السنہ لماتریدی، تفسیر بغوی، تفسیر قرطبی، تفسیر کشاف، احکام القرآن اور بالخصوص تفسیر کبیر سے براہ راست اور بلاواسطہ استفادہ کیا ہے۔ مختلف عنوانات کے تحت ترجمہ کردہ آیات کی تفسیر اور ان سے تعلق رکھنے والے مباحث پورے شرح وبسط کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ کسی بھی

آیت کی تشریح کرتے ہوئے معتمد شارحینِ حدیث کے اقوال کو مکمل حوالہ جات کے ساتھ نقل کیا ہے اور زیر بحث مسئلہ پر قرآن کریم کی دیگر آیات اور احادیثِ صحیحہ سے استشہاد کرنے کے ساتھ ساتھ اکابرین کے پیش کردہ دلائل پر بحث و نظر اور (ان سے اختلاف کی صورت میں) اپنے موقف کی تشریح بھی فرمائی ہے۔ نیز حدیث کے ماتحت آنے والے مباحث و مسائل کے علمِ تفسیر یا علمِ حدیث سے متعلق ہونے کی صورت میں اکابر ائمہ مفسرین اور محدثین کی باحوالہ تصریحات پیش کی ہیں اور علمِ فقہ سے متعلق ہونے کی صورت میں معتمد فقہائے کرام کے اقوال نقل کیے ہیں۔ بل کہ قرآن و سنت اور علمائے متقدمین اور متاخرین کی عبارات کی روشنی میں عصر حاضر کے مسائل پر بھی انتہائی محققانہ بحث فرمائی ہے، اس سلسلے میں مفسر نے صرف روایتی بحث پر زور دینے کے بجائے عصر حاضر سے متعلق مسائل پر بڑی مفصل گفتگو کی ہے، چنانچہ فوٹو گراف، ٹیلیویژن، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت، ایلو پیتھک ادویہ، انتقال خون، اعضاء کی پیوند کاری، ضبطِ تولید، ٹیسٹ ٹیوب بے بی، رویت ہلال، سود اور بیمہ، نوٹوں کی شرعی حیثیت، قطبین میں نماز و روزے کے احکام اور اس جیسے بہت سے عصری مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ کئی مقامات پر زیر بحث مسئلہ میں ائمہ اربعہ کے بالتفصیل مذاہب، ان کی کتابوں کے مکمل حوالہ جات کے ساتھ نقل کیے ہیں۔ زیر بحث آیت سے مستنبط ہونے والے فوائد و مسائل بھی تفصیل کے ساتھ ذکر کیے ہیں نیز متعلقہ موضوع کے ضمن میں اہلسنت و جماعت کے عقائد و معمولات کی مدلل تشریح اور مخالفین مذہب کی مہذب گرفت کے ساتھ ساتھ مفسرین و شارحین کے تسامحات پر باوقار تنبیہات اور تتبع بھی کیا ہے۔

مبحثِ ثالث: مقدمہ تبیان القرآن کا تعارف

علامہ سعیدی نے تبیان القرآن کی ابتداء میں مقدمہ بعنوان "**مقدمہ تفسیر**" لکھا جو 90 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مقدمہ کا انداز بیان سادہ، مگر دلائل سے بھرپور ہے نیز یہ علوم القرآن کے اکثریتی مباحث کا بہترین خلاصہ ہے۔ جن میں وحی کی تحقیق، قرآن مجید کی تعریف، تلاوت سے متعلقہ مسائل، اعجاز القرآن، نسخ کی تحقیق و اقسام، اسباب نزول، مکی مدنی سورتوں کا بیان، جمع قرآن کے ادوار، جمع و تدوینِ قرآن سے متعلق علماء شیعہ کا نظریہ، مضامین قرآن، تفسیر و تاویل کی وضاحت، طبقات مفسرین اور تفسیر قرآن کے لیے اصل ماخذ اور مفسر کے لیے ضروری علوم کی معرفت سمیت تمام عنوانات کے ذیلی مباحث کو بھی بیان کیا ہے۔ مباحثِ تفسیر میں مختلف فیہ مسائل میں ائمہ تفسیر کے اقوال ذکر کرنے کے بعد ان میں راجح رائے کو بطور خلاصہ ذکر کر کے اس بحث کا اختتام کیا ہے۔

اعجاز قرآن کی بحث میں، قرآن کریم کے معجز ہونے کی تمام صورتوں، عدیم النظیر ہونے کے اعتبار سے، فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے، کمی زیادتی، پیشن گوئیوں اور سائنسی اعتبار سے کائنات میں موجود دلائل سے قرآن کریم کا اعجاز بیان کیا ہے۔[11] اسی طرح نسخ کی بحث میں نسخ کے معنیٰ، نسخ کے بارے میں مذاہب، نسخ کی تمام اقسام، نسخ کی حکمتیں اور نسخ کے باب میں غلام احمد پرویز کے نظریہ کو الگ سے بیان کر کے اس پر نقد کیا ہے۔[12] پرویز کے اس نظریے کا علمی انداز میں رد فرمایا کہ قرآن کریم میں نسخ نہیں ہوا۔

اسباب نزول کے باب میں بھی تفصیل سے کلام کیا ہے۔ اسباب نزول کے فوائد، اقسام، تنزیل کی حکمتیں وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ہیں۔ تدوینِ قرآن کے باب میں قرآن کریم کے جمع کرنے کے ادوار اور قرآن کریم کے غیر محرف ہونے پر مضبوط دلائل قائم فرمائے ہیں۔ تدوینِ قرآن پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ قرآن کریم کے محفوظ اور غیر مبدل ہونے کے باب میں مستشرقین نے جو اعتراضات کیے ان کا تفصیلی تجزیہ کر کے ان کا جواب دیا ہے۔[13]

علامہ سعیدی کی دیگر تصانیف کی طرح ان کے اس مقدمہ میں بھی کئی ایسی خصوصیات ہیں، جو انہیں ماضی اور حال کے دیگر

مفسرین سے ممتاز کرتی ہیں۔ اس مقدمہ تفسیر میں جو مباحث ذکر ہیں وہ جدید ذہن اور مسلم دنیا میں تفسیر قرآن کے حوالے سے ہونے والے اعتراضات کا تجزیہ اور ان کے مدلل جوابات پیش کرتی ہیں۔ ذیل میں مقدمہ تفسیر کی چند خصوصیات کو زیر قرطاس لایا جاتا ہے جو اس مقدمہ تفسیر کی امتیازی شان ہیں۔

1۔ وحی کے حوالے سے اعتراضات کے جوابات:

اسلامی علوم خاص کر علومِ قرآن وحدیث اس دور میں جدید تعلیم یافتہ حضرات کی جانب سے مختلف انداز میں اعتراضات کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ایک طبقہ وحی الٰہی کا انکار کرتا ہے اور لامحالہ پھر یہ اعتراضات کا تسلسل طویل تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ علامہ سعیدی نے جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو نقلی دلائل کے ساتھ عقلی دلائل سے سمجھایا ہے کہ وحی کے بغیر علم کا حصول ممکن نہیں چنانچہ مقدمہ میں لکھتے ہیں: ”بعض اوقات حواس غلطی کرتے ہیں مثلاً ریل میں بیٹھے ہوئے شخص کو درخت دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اور بخار زدہ شخص کو میٹھی چیز کڑوی معلوم ہوتی ہے اور حواس کی غلطیوں پر عقل تنبیہ کرتی ہے۔ اسی طرح بعض اوقات عقل بھی غلطی کرتی ہے مثلاً عقل یہ کہتی ہے کہ کسی ضرورت مند کو مال نہ دیا جائے مال کو صرف اپنے مستقبل کے لیے بچا کے رکھا جائے اور جس طرح حواس کی غلطیوں پر متنبہ کرنے کے لیے عقل کی ضرورت ہے، اسی طرح عقل کی غلطیوں پر متنبہ کرنے کے لیے وحی کی ضرورت ہے۔“[14]

اس کے بعد ایک سوال قائم کرتے ہیں کہ وحی کے ثبوت کے لیے نبوت کیوں ضروری ہے؟ اس کا جواب دیتے ہیں: ”اگر نبوت کے بغیر وحی کا ثبوت ممکن ہوتا تو اس دنیا کا نظام فاسد ہو جاتا، مثلاً ایک شخص کسی کو قتل کر دیتا اور کہتا مجھ پر وحی اتری تھی کہ اس شخص کو قتل کر دو۔ ایک شخص بہ زور کسی کا مال اپنے قبضہ میں کر لیتا اور کہتا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی تھی کہ اس مال پر قبضہ کر لو، اس لیے ہر کس و ناکس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ وحی کا دعویٰ کرے۔ وحی کا دعویٰ صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت پر فائز کیا ہو، لہٰذا وحی کا دعویٰ صرف نبی ہی کر سکتا ہے اور نبوت کا دعویٰ تب ثابت ہو گا جب وہ اس کے ثبوت میں معجزات پیش کرے گا۔“[15]

وحی کے سلسلہ کو مشکوک بنانے کے لیے ذہنوں میں مختلف قسم کے شبہات پیدا کیے جاتے رہے ہیں کبھی نبی پر اور کبھی فرشتہ پر اعتراضات تو کبھی وحی کے ذرائع پر تنقید و تنقیص کی گئی۔ ایک سوال یہ ہے کہ جب نبی کے پاس فرشتہ وحی لے کر آتا ہے تو نبی کو کیسے یقین ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے اور یہ اللہ کا کلام لے کر آیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں: ”امام رازی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ فرشتہ نبی کے سامنے اپنا فرشتہ ہونے اور حامل وحی الٰہی ہونے پر معجزہ پیش کرتا ہے اور امام غزالی کی بعض عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو بعض ایسی صفت عطا فرماتا ہے جس سے وہ جن، فرشتہ اور شیطان کو الگ الگ پہچانتا ہے جیسے ہم انسانوں، جانوروں اور نباتات اور جمادات کو الگ الگ پہچانتے ہیں کیونکہ ہماری رسائی صرف عالم شہادت تک ہے اور نبی کی پہنچ عالم شہادت میں بھی ہے اور عالم غیب میں بھی۔“[16]

مذکورہ حوالہ میں علامہ سعیدی نے امام رازی اور امام غزالی کا ذکر بغیر حوالہ کے نقل کیا ہے۔

ایسے مسائل بکثرت سامنے آئے ہیں جن سے اسلامی علوم پر اعتراضات کے دروازے کھلے ہیں۔ ان کلامی مسائل پر علامہ سعیدی نے اپنے مقدمہ تفسیر میں جدید رجحانات اور اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیے ہیں۔

2۔ نسخِ قرآن پر تنقیدات کا علمی محاکمہ:

نسخِ قرآن بھی علوم القرآن کی ایک اہم بحث ہے، علامہ سعیدی نے نسخ کے معنیٰ و مفہوم اور اس کی اقسام کی وضاحت کے بعد بعض متجددین کے اشکالات کا بالتفصیل جواب دیا ہے۔ علامہ سعیدی کے مطابق قرآن کریم کی بارہ آیات کا حکم منسوخ ہے۔[17] مزید لکھتے ہیں کہ علامہ سیوطی کے مطابق بیس آیات کا حکم منسوخ ہے بعض علماء نے بائیس آیات لکھی ہیں لیکن ہم نے باقی دس آیات میں غور کیا تو ان میں ایسا تعارض نہیں ہے کہ تطبیق ممکن نہ ہو۔[18]

نسخ کی بحث مقدمہ تفسیر میں اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے جس میں علامہ سعیدی نے تمام تر اشکالات کا عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جواب دیا ہے اس تمام تر بحث کے اختتام پر اجماع امت کو حدیث پر فوقیت دی جائے گی یا نہیں اس حوالہ سے لکھتے ہیں: "میری رائے یہ ہے کہ جو حدیث سند صحیح سے ثابت ہو وہ اجماع پر مقدم ہے اور ائمہ اور علماء کے اجماع میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ حدیث رسول کے مزاحم ہو سکے نسخ تو دور کی بات ہے۔[19]

3۔ تدوینِ قرآن اور قرآنِ کریم کے غیر محرف ہونے کی بحث پر کتبِ تشیع سے استدلال:

علامہ سعیدی نے جہاں مذاہب فقہاء کے بیان میں ان مذاہب کی اہم کتب سے استفادہ کیا ہے وہیں بعض اعتراضات کا جواب اہلِ تشیع کی مستقل کتب سے دیا ہے، قرآنِ کریم غیر محرف ہے یہ ہمارا عقیدہ ہے اور اہلِ تشیع بھی اسی کے قائل ہیں، آپ نقل کرتے ہیں: "شیخ المحدثین نے "کتاب الاعتقاد" میں لکھا ہے کہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قرآن کو اپنے نبی ﷺ پر نازل کیا یہ وہ قرآن ہے جو مسلمانوں کے درمیان موجود ہے، اور وہ اس سے زیادہ نہیں ہے اور جو ہماری طرف یہ منسوب کرتا ہے کہ ہم اس سے زیادہ قرآن کو مانتے ہیں وہ جھوٹا ہے۔"[20]

شیخ کاشانی کا موقف منہج الصادقین سے نقل کرتے ہیں کہ قرآنِ مجید جس طرح نازل ہوا تھا اسی طرح باقی ہے، اور زیادتی اور کمی سے محفوظ ہے، تمام علماء اسلام عام ہوں یا خاص اس پر متفق ہیں۔[21]

حقیقت یہی ہے کہ عہدِ رسالت سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے پاس ایک ہی قرآنِ مجید ہے جس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہیں کی گئی۔ بعض مستشرقین اور غیر مسلم اسکالرز قرآنِ مجید کے غیر مبدل ہونے پر اعتراض کرتے ہیں جن میں سے بعض انتہائی سطحی اعتراضات ہیں جو لائقِ التفات نہیں ہمارا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ قرآن کلام اللہ کے اس مجموعہ کا نام ہے جو تواتر سے ثابت ہے۔

4۔ اتحادِ امت کی طرف رہنمائی:

تحریف قرآن ایسا باب ہے جس میں مختلف مسالک خاص کر شیعہ حضرات کے بارے میں جس شد و مد کے ساتھ کہا اور لکھا جاتا ہے کہ وہ تحریف قرآن کے قائل ہیں حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ظاہر ہے تحریف قرآن ایسا مفروضہ ہے، جو اس کے قائل ہیں ان کے بارے میں شرعی طور پر احکامات میں سختی پائی جاتی ہے، ایسے میں مختلف فرقہ وارانہ اختلافات کا باب کھل جاتا ہے۔ اس باب میں علامہ سعیدی کی رائے امتِ مسلمہ کا درد رکھنے والے مفکر کے طور پر سامنے آتی ہے۔ علامہ سعیدی نے شیعہ حضرات کی ان آراء کو ذکر فرمایا ہے جو عدم تحریف کا موقف رکھتی ہیں۔ اس باب میں وہ شیخ طبری کا قول نقل کرتے ہیں: "اگر تم سنو کہ روایات شاذہ میں آیا ہے کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے، اس کا بعض حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ تو ان رویات کا کوئی وزن نہیں۔ یہ روایات مضطرب اور ضعیف ہیں اور یہ مسلمانوں کے خلاف ہیں۔"[22]

اسی طرح اس ضمن میں شیخ طبرسی اور شیخ کاشانی کے اقوال بھی تفصیل سے ذکر فرمائے ہیں۔ دوسری طرف جمع قرآن کے باب میں بھی آیت اللہ مکارم شیرازی، سید مرتضیٰ اور تفسیر نمونہ کے حوالہ جات کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ شیعہ علماء و محققین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ تدوینِ قرآن محفوظ انداز میں ہوا اور اس میں کسی قسم کی کمی و کوتاہی روا نہیں رکھی گئی۔ میری رائے کے مطابق علامہ سعیدی کی یہ کاوش مسلم مفکرین کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ اختلافِ امت کے باب میں ان روایات کو لیا جائے جس سے متفق علیہ نظریات پر جمع ہوا جاسکے۔ یہ وقت کا تقاضا بھی ہے اور دین اسلام کا منشا بھی۔

5۔ سائنسی نظریات کو زیر بحث لانا:

علامہ سعیدی کے اس مقدمہ کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ انہوں نے اعجاز قرآن کے باب میں جدید سائنسی نظریات کو مد نظر رکھ کر قرآن کریم کی حقانیت کو ثابت کیا ہے۔ اس باب میں قرآن کریم کی متعلقہ آیات، قدیم فلاسفہ اور جدید سائنسی محققین کے کلام کو تحقیق کے بعد موازنہ کر کے ثابت کیا ہے کہ سائنس جس تحقیق کو آج پیش کر رہی ہے قرآن کریم نے چودہ سو سال قبل اس پر کلام کیا ہے۔ چناں چہ علامہ سعیدی نے فرانسیسی سائنس دان کوسٹیو (Costeau) کا واقعہ، جو سمندری تحقیقات میں شہرت رکھتے ہیں اور بحیرہ روم اور بحر اوقیانوس میں موجود فطری تفاوت کو قرآن کریم کی آیت کے تحت پڑھ کر مسلمان ہو گئے تھے، بطور دلیل پیش کیا ہے۔[23]

قدیم فلاسفہ کے مطابق زمین ساکن ہے اور دیگر اجرام فلکی حرکت کر رہے ہیں جب کہ ماضی میں سائنس دانوں نے کہا کہ زمین متحرک اور باقی اجسام چاند ستارے ساکن ہیں۔ علامہ سعیدی نے چالیس سال پہلے سائنس کے ایک طالب علم سے کہا کہ قرآن میں ہے کہ سورج اور چاند متحرک ہیں تو اس نے کہا: یہ غلط ہے، سورج اور چاند ساکن ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ میرا اس وقت بھی یہی ایمان تھا کہ صحیح وہی ہے جو قرآن نے کہا ہے اور اب سائنس دانوں نے آلات رصدیہ سے مشاہدہ کر کے یہ تحقیق کرلی ہے کہ زمین متحرک ہے۔ جس حقیقت کو سائنس دانوں نے برسہابرس کے مشاہدات، تجربوں اور تحقیق سے پایا اب سے چودہ سو سال پہلے نبی امی نے بغیر کسی رصد گاہ کے یہ بتایا کہ سورج اور چاند دونوں حرکت کر رہے ہیں اور ہر سیارہ اپنے مدار میں تیر رہا ہے، زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے آجاتا ہے وہاں دن ہوتا ہے اور جو حصہ اس سے چھپا رہتا ہے وہاں رات ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا چودہ سو سال بعد سائنس نے اس کی تصدیق کر دی ہے، کیا یہ اس بات کی واضح دلیل نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا یہ کسی انسان کا کلام نہیں تھا بلکہ وحی الٰہی تھی اور یہ قرآن کریم کا عظیم معجزہ ہے کہ چودہ سو سال پہلے کہی گئی بات آج حرف بہ حرف سچ ثابت ہو رہی ہے۔[24]

مبحثِ رابع: تبیان الفرقان کا اجمالی خاکہ

علامہ سعیدی برصغیر کی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اُردو زبان میں قرآنِ کریم کی دو تفاسیر اور دو مختلف تراجم مختلف مناہج و اسالیب میں کیے ہیں، دوسری تفسیر کو "**تفسیر تبیان الفرقان**" کا نام دیا ہے۔ یہ تفسیر، تبیان القرآن کے مقابلے میں جامع اور مختصر مضامین پر مشتمل ہے۔ اس تفسیر کو سورہ یٰس تک مکمل کرنے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا، چناں چہ مفتی محمد اسماعیل نورانی نے تفسیر کی تکمیل کا فریضہ انجام دیا اور علامہ سعیدی کی طرز پر پارہ پچیس تک پانچویں جلد جب کہ پارہ چھبیس سے پارہ تیس تک چھٹی جلد مرتب کی اور سورہ الصافات سے سورہ الناس تک تفسیر تبیان القرآن سے ترجمہ نور القرآن نقل کیا ہے۔ علامہ سعیدی کی اس تفسیر میں دورِ حاضر کے بعض آزاد خیال مفسرین کی آراء کا رد بھی ہے نیز فقہ حنفی کی حقانیت کو مدلل انداز سے اجاگر کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ پہلے کی نسبت زیادہ آسان ہے جس میں پہلے تمام مترجمین کے تراجم کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ تفسیر میں جس قدر ممکن تھا احادیث و آثار پیش کیے گئے ہیں اور

سابقہ تصنیفات و تالیفات میں جن مباحث پر شرح وبسط سے کلام کیا ہے ان کا اعادہ نہیں کیا گیا۔ معاصر مسائل میں غور و فکر اور اجتہاد کے نتیجے میں کچھ آزاد خیال علماء افراط و تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں علامہ سعیدی نے اپنی اس تفسیر میں بڑی جامعیت اور اختصار کے ساتھ ان کا علمی محاکمہ کیا ہے ۔[25]

تفسیر تبیان الفرقان کی تالیف کے اسباب:

اکثر ذہنوں میں یہ سوال اُبھرتا ہے کہ آخر وہ کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے علامہ سعیدی نے تفسیر تبیان الفرقان لکھنے کا ارادہ فرمایا حالاں کہ آپ اس سے پہلے قرآن پاک کی تفسیر بنام تبیان القرآن 12 جلدوں میں مکمل کر چکے ہیں، جو دور حاضر میں فقہی احکام کے اعتبار سے ایک مبسوط اور جامع تفسیر ہے اور اسے علمی حلقوں میں کافی پذیرائی حاصل ہے۔ تفسیر تبیان الفرقان کے سبب تالیف کے ضمن میں آپ درج ذیل وجوہات کا ذکر کرتے ہیں:

مختصر اور جامع تفسیر کی ضرورت:

علامہ سعیدی مقدمہ ٔتفسیر تبیان الفرقان میں رقم طراز ہیں: ’’بہت سارے احباب یہ کہتے تھے کہ تبیان القرآن بارہ جلدوں پر مشتمل ہے اور عام قاری کے لیے اس کتاب کو خریدنا اور پھر اس کا مطالعہ کرنا بہت مشکل ہے اس لیے ضروری ہے کہ تبیان القرآن کے جامع مضامین پر مشتمل ایک مختصر تفسیر لکھ دی جائے اور یہ کتاب زیادہ سے زیادہ چھ یا سات جلدوں پر مشتمل ہو، اس ضرورت کے پیش نظر صحیح البخاری کی شرح سے فارغ ہونے کے بعد میں نے عزم کیا کہ میں قرآن مجید کی ایک مختصر تفسیر لکھوں۔‘‘[26]

تفسیر ماتریدی سے اکتساب فیض:

علامہ سعیدی نے تبیان القرآن میں امام رازی کی ’’ تفسیر کبیر ‘‘ سے زیادہ استفادہ کیا ہے اور تبیان الفرقان میں امام ابو منصور ماتریدی کی تفسیر ’’تاویلات اہل السنہ ‘‘ سے اکتساب فیض کیا ہے چناں چہ آپ بیان فرماتے ہیں: ’’جب امام ابو منصور ماتریدی 333ھ کی تفسیر ’’تاویلات اہل السنہ ‘‘طبع ہو کر میرے پاس پہنچی تھی اس وقت تفسیر تبیان القرآن اپنی تکمیل کے مدارج طے کر رہی تھی اور اس صورت میں میرے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ میں امام ماتریدی کی تفسیر کے تمام نکات کو تبیان القرآن میں درج کر دیتا، اس لیے میری شدید خواہش تھی کہ میں کسی موقع پر اپنی تفسیر میں اس سے استفادہ کروں کیوں کہ میں تبیان القرآن میں امام محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ کی ’’تفسیر کبیر ‘‘ سے اکتساب فیض کر رہا تھا جبکہ امام رازی شافعی المذہب ہیں اور امام ماتریدی حنفی المذہب ہیں اور امام ماتریدی کی تفسیر سے استفادہ نہ صرف میرے لیے زیادہ باعث سعادت ہو گا بلکہ ہمارے قارئین کو بھی اس سے فقہ حنفی کی حقانیت پر مزید بہ افراط مضبوط دلائل دستیاب ہوں گے۔‘‘[27]

آسان اور سہل ترجمہ:

علامہ سعیدی نے تبیان القرآن میں با محاورہ ترجمہ ٔ قرآن کا اہتمام کیا جس کو **’’نور القرآن‘‘** کا نام دیا اور آپ کا یہ ترجمہ مع مختصر حاشیہ بنام **’’انوار تبیان القرآن‘‘** کے نام سے آپ کی حیات میں ہی ایک جلد میں شائع ہو چکا تھا۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کے آسان ترجمہ ٔقرآن کے انداز کو دیکھ کر علامہ سعیدی نے ارادہ کیا کہ اس سے سہل و سلیس ترجمہ کیا جانا چاہیے، چناں چہ اس تفسیر کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مختصر تفسیر کے ساتھ عام فہم ترجمہ ٔ قرآن کا اہتمام کیا جائے ،اسی ضمن میں اسلوبِ ترجمہ کے حوالہ سے رقم طراز ہیں: ’’میں

اہلسنت کے متقدمین مترجمین سے استفادہ کروں گا اور خود بھی غور و فکر کر کے پوری کوشش کے ساتھ انشاءاللہ احادیث کی روشنی میں سہل، سلیس اور رواں ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔"[28]

علامہ سعیدی ترجمۂ قرآن کے حوالہ سے مزید لکھتے ہیں: "اس کا ترجمہ بھی میں دوبارہ از خود کر رہا ہوں اور کوشش یہ ہے کہ تبیان الفرقان میں قرآن مجید کا ترجمہ تبیان القرآن میں مذکور ترجمہ سے زیادہ آسان اور زیادہ سہل ہو اور اس ترجمہ کا نام میں نے "نور الفرقان" تجویز کیا ہے۔"[29]

گمراہ کن افکار کا محاسبہ اور ان کا رد:

دور حاضر کے مسائل میں سے ایک اہم المیہ الحادی فکر کی یلغار اور مَن مانی تفسیر کی وبا بھی ہے، جس کی بدولت جدید ذہن تشکیک میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یہی سوچ اہل علم سے بسا اوقات دوری کا سبب بنتی ہے۔ چناں چہ اس کے تدارک اور عوام الناس کے ایمان کی حفاظت کے لیے علامہ سعیدی نے اس انداز کو اختیار کیا جس میں آیات قرآنی کی درست تفسیر کے ساتھ ساتھ اپنے اکابرین پر ایقان مستحکم ہو اور قوی دلائل کی روشنی میں دورِ حاضر کے آزاد خیال اسکالرز کے دام فریب سے بھی بچا جا سکے۔ اس ضمن میں آپ لکھتے ہیں: "قرآن مجید کی تفسیر میں میری کوشش یہ ہو گی کہ میں اسلام کے تمام مسلمہ عقائد پر دلائل فراہم کروں، قرآن کریم کی جن آیات سے بد عقیدہ لوگوں نے عام مسلمانوں پر اپنی فکر کی چھاپ لگانے کی کوشش کی ہے اس کا تدارک کروں۔۔۔ تاہم بعض آزاد خیال علماء نے اس مسئلہ میں کافی افراط و تفریط سے کام لیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ ان کے گمراہانہ افکار کا محاسبہ کیا جائے اور اختصار اور جامعیت کے ساتھ ان کا مکمل رد کیا جائے۔"[30]

علامہ سعیدی نے آزاد منش لکھاریوں کا تعاقب کیا اور اسلام کے مسلّم نظریات کے خلاف ان کے افکار کا دلائل کے ساتھ رد کیا ہے۔

فقہ حنفی کا تفصیلی ذکر:

فقہ حنفی کی برتری دیگر مذاہب فقہ پر مسلّم ہے اور امام ماتریدی کی تفسیر میں بھی اس کی حقانیت پر دلائل و براہین رقم کیے گئے ہیں۔ علامہ سعیدی نے اس تفسیر میں خصوصیت کے ساتھ فقہ حنفی کے دلائل کا ذکر کیا ہے، چناں چہ آپ لکھتے ہیں: "قرآن مجید کی جن آیات میں احکام اور مسائل کا ذکر ہے وہاں خصوصیت کے ساتھ امام ابو حنیفہ کے مذہب کا ذکر کروں اور ان کے دلائل کو پیش کروں، فقہی احکام میں ائمہ اربعہ کے متعدد مذاہب ہیں، ان کے مذاہب کا بیان اور فقہ حنفی کی ترجیح کا ذکر میں شرح صحیح مسلم اور نعمۃ الباری و نعم الباری اور پھر تبیان القرآن میں متعدد مقامات پر کر چکا ہوں، اس لیے میں یہاں "تبیان الفرقان" میں ان مباحث کا اعادہ نہیں کروں گا بلکہ صرف فقہ حنفی کا تفصیل سے ذکر کروں گا اور اجمالاً دیگر مذاہب کا بھی تذکرہ کروں گا، میرا مقصود یہ ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر میں جس قدر ممکن ہو احادیث اور آثار کو پیش کروں۔"[31]

مبحثِ خامس: مقدمہ تبیان الفرقان کا تعارف

علامہ سعیدی نے تفسیر کی ابتداء میں 47 صفحات پر مشتمل مقدمہ بنام **"بصائر التفسیر"** لکھا ہے۔ اس کا انداز بیان سادہ، مگر دلائل سے بھرپور ہے۔ قرآن کے لغوی اور اصطلاحی معنی، قرآن کریم کے اسماء، قرآن کی فضیلت میں احادیث، قرآن کریم کو جمع کرنے کی کیفیت، قرآن کریم کو تین مرتبہ جمع کرنے کی کیفیت، تیسری مرتبہ حضرت عثمان کا قرآن کو جمع کرنا، دور عثمانی میں تلاوت قرآن میں اختلاف، حضرت عثمان کے بھیجے ہوئے مصاحف کی تعداد، مصاحف کو جلانے کی توجیہ، تفسیر کا لغوی و اصطلاحی معنی، تاویل کا لغوی و

اصطلاحی معنی، تفسیر و تاویل کا فرق، علم تفسیر کی ضرورت و اہمیت، تفسیر باقوال الرسول ﷺ، مفسرین صحابہ کا بیان، مفسرین تابعین کا بیان، ناسخ و منسوخ کے مباحث، نسخ کے لغوی و اصطلاحی معنی، آیات منسوخہ کا بیان، جمہور فقہاء کے نزدیک منسوخ آیات، آزاد خیال مفسرین کا وقوع نسخ کا انکار، نسخ کے وقوع پر دلائل، آزاد خیال مفسرین کا بعض ضروریات دینیہ کا انکار، ضروریات دینیہ کے انکار کا رد اور قرآن کریم کی بعض منتخب تفاسیر کا ذکر مقدمہ میں موجود ہے۔

بصائر التفسیر کی خصوصیات:

علامہ سعیدی کی تفسیر تبیان القرآن کی طرح ان کے اس تفسیر کے مقدمہ میں بھی چند ایسی خوبیاں ہیں، جو اس تفسیر کو دیگر تمام تفاسیر سے ممتاز کرتی ہیں۔ تفسیر قرآن کے حوالے سے ہونے والے اعتراضات کا تجزیہ اور ان کے جوابات پر مشتمل ایسا مقدمہ تحریر کیا جو قاری کے لیے تمام ضروری خصوصیات سے مزین ہے۔ ذیل میں اس مقدمہ تفسیر کی چند خصوصیات کو زیر قرطاس لایا جاتا ہے۔

1۔ عربی زبان میں نزول قرآن سے متعلق پائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ:

علامہ سعیدی نے لغتِ قرآن کے حوالے سے غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ مثلاً سر سید نے شاہ ولی اللہ کے حوالہ سے نقل کیا: ”محمد ﷺ پر غیب سے چند معانی کا القاء کیا جاتا تھا، سو نبی ﷺ اس کو لغتِ عربی میں منتقل کر دیتے تھے تاکہ مخلوق کو تعلیم دے سکیں، سو یہ کلام الٰہی ہو گیا۔“[32]

علامہ سعیدی، سر سید کے ذاتی نظریہ کو نقل کرتے ہیں:

”ملکۂ نبوت نے جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت کے قلب پر القاء کیا ہے جیسا کہ میرا خاص مذہب ہے۔ کما قلت

زجبریل امین قرآن بہ پیغامے نمی خانم۔ ہمہ گفتار معشوق است قرآنے کہ من دارم

(ترجمہ:) میں قرآن کو جبریل امین کے پیغام سے نہیں پڑھتا۔ جس قرآن کو میں رکھتا ہوں وہ سب محبوب کا کلام ہے۔[33]

علامہ سعیدی ان دونوں نظریات کی تردید کرتے ہیں: ”شاہ ولی اللہ کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ نبی ﷺ نے نازل شدہ معانی کو اپنے الفاظ سے تعبیر فرمایا اور سر سید احمد کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ قرآن کو حضرت جبریل نے نہیں پہنچایا بلکہ ملکۂ نبوت نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے قلب پر القا کیا ہے۔“[34]

یہ مقام توجہ طلب ہے کہ علامہ سعیدی نے شاہ ولی اللہ کی کتاب کا نہ حوالہ دیا اور نہ ہی ان کی تحریر کی طرف التفات کیا فقط سر سید نے شاہ ولی اللہ کی عبارت کو جیسے سمجھا اور بیان کی علامہ نے اس پر نقد کر دیا۔ تفسیر تبیان الفرقان میں ایسے کئی مقامات ہیں جن کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ سعیدی نے یہ تفسیر بہت عجلت میں لکھی ہے۔

بہر حال علامہ سعیدی نے جس نظریہ کی بنیاد قرآن و سنت کے خلاف ہے اس کی برملا تردید کی ہے۔ مزید لکھتے ہیں: ”کیونکہ قرآن مجید کی بہ کثرت آیات میں یہ تصریح ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا عربی کلام ہے جو حضرت جبریل کی وساطت سے رسول اللہ ﷺ کے قلب پر نازل ہوا، نہ یہ رسول اللہ ﷺ کے بنائے ہوئے عربی الفاظ ہیں اور نہ ملکۂ نبوت سے یہ قرآن مجید ظہور میں آیا۔“[35]

قرآنِ مجید کی بیشتر آیات میں یہ مضمون ملتا ہے کہ قرآنِ مجید رسولِ اکرم ﷺ پر عربی زبان میں نازل ہوا اور یہ درست نہیں کہ آپ کو مفہوم القاء کیا گیا جسے آپ نے عربی زبان میں ڈھال دیا ہو۔

2۔ فقہ حنفی کی دیگر مذاہبِ فقہ پر ترجیح:

علامہ سعیدی نے جہاں مذاہبِ اربعہ کے اختلافی پہلوؤں کو بیان کیا وہاں فقہ حنفی کے دلائل تفصیل سے نقل کیے ہیں جیسا کہ قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”جب مصحف اتنا پرانا ہو جائے کہ اس سے پڑھا نہ جا سکے تو اس کو جلایا نہیں جائے گا، امام محمد نے "کتاب السیر" میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، اور اس کو دفن کرنا مکروہ نہیں ہے، اور جو اس کو دفن کرنے کا ارادہ کرے اس کو چاہیے کہ وہ اس کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس کے لیے گڑھا کھودے اور لحد بنائے اور شق نہ بنائے کیوں کہ جس گڑھے کو شق بنایا جائے گا تو اس پر مٹی ڈالنے کی ضرورت ہو گی اور اس میں ایک قسم کی تحقیر ہے اور اللہ عزوجل کے کلام کا استخفاف ہے۔“[36]

3۔ قرآن کریم کی آیتِ نسخ کے انکار پر علمی محاکمہ :

علامہ سعیدی احکام شریعہ کے بیان میں کسی کی بھی رعایت نہیں کرتے مثلاً آیتِ نسخ کے ضمن میں سرسید کے کلام کا مفہوم ہے کہ اس مقام میں آیت کے لفظ سے قرآن کی آیت مراد نہیں ہے بلکہ موسوی شریعت کے احکام جو شرع محمدی میں تبدیل ہو گئے، یا جن احکام شریعت موسوی کو یہودیوں نے بھلا دیا تھا وہ مراد ہیں۔[37] سرسید کی اس رائے پر علامہ سعیدی نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”قرآن مجید کی تفسیر یا تو خود رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے یا صحابہ کرام کے بیان سے یا پھر تابعین کے بیان سے ہوتی ہے، سرسید احمد نے لکھا ہے کہ اس آیت سے مراد موسوی شریعت ہے اس کا نہ کسی حدیث میں ذکر ہے نہ صحابہ کرام میں سے کسی سے مروی ہے اور نہ تابعین عظام میں سے کسی کا یہ قول ہے، یہ صرف سرسید احمد خان کی تفسیر بالرائے ہے اس لیے مردود ہے۔“[38]

اسی مقام پر مرزا قادیانی کے باطل نظریات کا رد کیا ہے ساتھ مولانا امین احسن اصلاحی کے وقوعِ نسخ پر دلائل ذکر کیے ہیں۔

”مذکورہ بالا تفصیل سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ سورہ بقرہ کی زیرِ بحث آیت کا تعلق تمام تر ادیانِ سابقہ سے ہے اور اس میں جس نسخ کا حوالہ ہے اس کی ضرورت اور اس کی حکمت اس قدر واضح ہے کہ کسی انصاف پسند کے لیے اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔“[39]

4۔ متجددین کے افکار باطلہ کا رد:

سرسید احمد خان نے دیگر آیات میں بھی جمہور فقہائے اسلام کی تصریحات سے مخالفت کی ہے جس کا علامہ سعیدی نے اپنے مقدمہ میں رد کیا ہے۔ سرسید نے فرشتوں کے وجود، معجزات اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش اور آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار کیا ہے نیز سرسید اور مرزا قادیانی نے نبی کریم ﷺ کی معراج سے انکار کرتے ہوئے اسے خواب پر مشتمل قصہ بتلایا تو علامہ سعیدی نے دلائل سے اس کی تردید فرمائی، چناں چہ سرسید کا قول نقل کرتے ہیں: "ہماری تحقیق میں واقعہ معراج ایک خواب تھا جو رسول خدا ﷺ نے دیکھا تھا، اس خواب میں یہ بھی دیکھنا کہ جبرائیل نے آپ کا سینہ چیرا اور اس کو زمزم سے دھویا قابل انکار نہیں ہے اور نہ اس سے انکار کی کوئی وجہ ہے۔"[40]

اس پر نقد کرتے ہوئے علامہ سعیدی لکھتے ہیں: "سرسید کی یہ تفسیر بداہتہً باطل ہے، کیوں کہ اگر قصۂ معراج صرف خواب کا معاملہ ہوتا اور رسول اللہ ﷺ نے قریش مکہ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا ہوتا کہ میں خواب میں براق پر بیٹھ کر مکہ سے مسجد اقصیٰ گیا اور پھر مسجد اقصیٰ سے ساتویں آسمان تک گیا اور پھر ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ اور عرش اور اس کے ماوراء تک گیا تو پھر قریش مکہ کو رسول اللہ

ﷺ کی تکذیب کی کیا ضرورت تھی؟ کیوں کہ خواب میں انسان جو چاہے دیکھ لے اور جس کے سامنے چاہے اپنا خواب بیان کر دے، ان میں سے کوئی امر قابل تعجب اور باعث انکار نہیں ہے جب کہ قریش مکہ نے اس پر زبردست انکار کیا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ صرف خواب کا واقعہ نہیں تھا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بیان فرمایا تھا کہ وہ بیداری میں مسجد حرام سے چل کر راتوں رات مسجد اقصیٰ جا پہنچے اور پھر اسی رات وہاں سے واپس بھی آگئے، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی معراج خواب کا واقعہ نہیں تھی بلکہ بیداری میں آپ کو جسم اقدس کے ساتھ معراج ہوئی تھی۔"[41]

سر سید نے دیگر معجزات اور فرشتوں کا انکار کیا، آسمان کے معروف معنیٰ کا انکار کیا، حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے اور زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے انکار جیسے باطل افکار و نظریات پر علامہ سعیدی نے عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ سخت گرفت کی ہے۔

نتائج بحث

علامہ غلام رسول سعیدی کی دونوں تفاسیر فصاحت اور بلاغت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ مشت نمونہ از خروارے کے مصداق تفسیری مقدمات سے چند مباحث کی جانب توجہ دلائی ہے تاکہ ان کی خوبیوں کی معرفت کے ساتھ تقابل بھی کیا جا سکے۔ تفسیر تبیان القرآن میں ہر مسئلہ پر تفصیلاً اور سیر حاصل بحث فرمائی جب کہ تفسیر تبیان الفرقان میں اس سے مختلف دیگر معاملات میں جامع اور فصیح انداز اپنایا جو کہ بہت سلیس اور آسان الفاظ پر مشتمل ہے۔ دونوں تفاسیر کی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ تفسیر تبیان القرآن کے مقدمہ میں محققین اور اہلِ دانش کے لیے علمی توشہ اور زادراہ موجود ہے۔ خاص کر تخصص فی التفسیر کے طلباء اس سے خوب استفادہ کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم کے حوالے سے جدید نظریات کا بھی اس میں بھرپور جواب موجود ہے۔ اسی طرح اس مقدمہ تفسیر میں اتحاد امت کے حوالے سے جو کوشش کی گئی وہ اس دور میں امت مسلمہ کے محققین کے لیے ایک بہترین راہ عمل ہے کہ ضروری نہیں کہ محض اختلافات کو ہوا دی جائے، بلکہ متفقہ اقوال کو لے کر اختلافی مسائل کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔ تفسیر تبیان الفرقان میں آپ نے فقہی معاملات میں دیگر فقہ پر اجمالی انداز اپناتے ہوئے فقہ احناف کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اسی طرح آزاد خیال مفکرین و مفسرین کے باطل اور غیر اسلامی نظریات کا رد کرتے ہوئے دلائل کے ساتھ اپنا مؤقف پیش کیا ہے۔ تراجم میں بھی دونوں مقدمات ایک دوسرے سے مختلف ہیں کہ تفسیر تبیان الفرقان کا ترجمہ نہایت سلیس اور سہل ہے۔ دونوں تفاسیر میں سے قبولیت عامہ تفسیر تبیان القرآن کو حاصل ہے جب کہ تبیان الفرقان کے بارے میں رائے رکھی جاتی ہے کہ وہ تلخیص تبیان القرآن ہے جب کہ اس کی جداگانہ حیثیت مسلم ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔

تجاویز و سفارشات

1۔ دونوں تفاسیر کے مقدمات پر مزید کام کی ضرورت ہے چناں چہ بی ایس / ایم فل کی سطح پر تحقیقی مقالہ لکھوایا جانا چاہیے۔

2۔ تفسیر تبیان الفرقان کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ علامہ سعیدی نے یہ تفسیر کچھ عجلت میں لکھی ہے لہذا از سرِ نو اس کا گہرائی سے مطالعہ کیا جانا چاہیے نیز حوالہ جات اصل ماخذ سے دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہے کیوں کہ بعض مقامات پر تسامحات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

3۔ دونوں تفاسیر اردو تفسیری ادب میں ممتاز مقام رکھتی ہیں لہذا جامعات کی سطح پر داخلِ نصاب کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] راؤ، ڈاکٹر محمد عاطف اسلم، "علامہ غلام رسول سعیدی اور تبیان القرآن"، **التفسیر**، مجلس التفسیر کراچی، 23:1(2014ء)، 215۔

Rao, Muhammad Atif Aslam, ‘Allama Ghulām Rasool Sa‘eedi aur Tibyān ul Qur’ān, **Al Tafsīr**, Majlis al Tafsīr Karachi, 1:23, (2014), 215.

[2] انٹرویو، **علامہ غلام رسول سعیدی**، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام 07:30 بجے۔

Interview, ‘Allama Ghulām Rasool Sa‘eedi, at Jamia Naeemia, Wednesday 17-12-2014, 07:30pm

[3] راؤ، ڈاکٹر محمد عاطف اسلم، **تذکرہ محدث اعظم**، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 2018، 50۔

Rao, Muhammad Atif Aslam, **Tazkirah Muhaddith e A‘azam**, Zia ul Quran publications, Lahore, 2018, 50.

[4] مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی، **مقالاتِ ابنِ عزیز**، شعبۂ نشر واشاعت بزمِ سعیدِ ملت، کراچی، 1425ھ، 212۔

Moulana Muhammad Naseerullh Naqshbandi, Maqalat-e-Ibn Uzair, shoubah Nashr o isha‘at Bazm e Sa‘eed e Millat, Karachi, 1425h, 212.

[5] مفتی محمد اسمٰعیل نورانی، **حقائقِ شرح صحیح مسلم ودقائقِ تبیان القرآن**، فرید بک سٹال، لاہور، 2004ء، 38-39۔

Mufti Muhammad Ismail Noorani, Haqaiq e Sharah Sahih Muslim o daqaiq e Tibyān ul Qur’ān, Farid Book Stall, Lahore, 2004, 38-39.

[6] انٹرویو، **علامہ غلام رسول سعیدی**، بمقام جامعہ نعیمیہ، بروز بدھ 2014۔12۔17، بوقت شام 07:30۔

Interview, ‘Allama Ghulām Rasool Sa‘eedi, at Jamia Naeemia, Wednesday 17-12-2014, 07:30pm

[7] **قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البندیال**، استاذ العلماء اکیڈمی، خوشاب، 2011ء، 244۔

Qurrat Uyoon al Iqbal fi Tazkirah Fudla il Bandyal, Ustaz ul ‘Ulama Academy, Khushab, 2011, 244.

[8] محمد ناصر خان چشتی، **حیاتِ سعیدِ ملت**، فرید بک سٹال، لاہور، 1422ھ، 25۔

Muhammad Nasir Khan Chishti, **Hayāt e Sa‘eed e Millat**, Farid Book Stall, Lahore, 1422H, 25.

[9] راؤ، **تذکرہ محدثِ اعظم**، 23۔ — Rao, **Tazkirah Muhaddith e A‘azam**, 23.

[10] ایضاً، 59۔ — Ibid. 59.

[11] سعیدی، علامہ غلام رسول، **تبیان القرآن**، فرید بک سٹال، لاہور، الطبع التاسع، 2009، ج1، ص 56-63۔

Sa‘eedi, ‘Allama Ghulām Rasool, **Tibyān ul Qur’ān**, Farid Book Stall, Lahore,9th ed.2009, 1:56-63.

[12] سعیدی، مقدمہ تبیان القرآن، 69-85۔ — Sa‘eedi, **Preface Tibyān ul Qur’ān**, 69-85.

[13] ایضاً، 109۔ — Ibid. 109.

[14] ایضاً، 45-46۔ — Ibid. 45-46.

[15] ایضاً، 46۔ — Ibid. 46.

[16] ایضاً، 46۔ — Ibid. 46.

[17] ایضاً، 74۔ — Ibid. 74.

[18] ایضاً، 78۔ — Ibid. 78.

[19] ایضاً، 87۔ — Ibid. 87.

[20] ایضاً، 104-105۔ — Ibid. 104-105.

[21] ایضاً، 105۔ — Ibid. 105.

[22] ایضاً، 104۔ — Ibid. 104.

[23] ایضاً، 65۔ — Ibid. 65.

[24] ایضاً، 64۔
Ibid. 64.

[25] سعیدی، علامہ غلام رسول، **تفسیر تبیان الفرقان**، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2015، ج1، ص39۔
Sa‘eedi, ‘Allama Ghulām Rasool, **Tibyān ul Furqān**, Zia ul Quran publications, Lahore, 2015, 1:39.

[26] ایضاً، 87۔
Ibid. 87.

[27] ایضاً، 87۔
Ibid. 88.

[28] ایضاً،88۔
Ibid. 88.

[29] ایضاً،87۔
Ibid. 87.

[30] ایضاً،88۔
Ibid. 88.

[31] ایضاً،88۔
Ibid. 88.

[32] ایضاً،134۔
Ibid. 134.

[33] ایضاً،134۔
Ibid. 134.

[34] ایضاً،92۔
Ibid. 92.

[35] ایضاً،91۔92۔
Ibid. 91-92.

[36] ایضاً،99۔
Ibid. 99.

[37] ایضاً،125۔
Ibid. 125.

[38] ایضاً،125۔
Ibid. 125.

[39] ایضاً،116۔
Ibid. 116.

[40] ایضاً،132۔
Ibid. 132.

[41] ایضاً،132۔
Ibid. 132.